سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آنکھ والو! عبرت حاصل کرو!

اقتدار کی طلب'

اقتدار کی ہوس'

اقتدار کے لیے رسہ کشی'

اقتدار کے لیے جوڑتوڑ'

اقتدار کے لیے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کرنے کا جذبہ اور رویّہ، اقتدار کے لیے تسلسل، اقتدار کے لیے شخصیت کشی، اقتدار کے لیے بغض کینہ توزی، حسد، انتقام اور اقتدار نا ہنجار کے لیے انسانی قتل!

ہائے یہ اقتدار بھی کیا بری شے ہے
جس نے ڈالی نظر بری ڈالی

جس کے حصول کی خاطر خود کو انسان کہلانے والے ظلمتوں، دنائتوں اور باطنی غلاظتوں کے بلیک ہول سے گزرتے ہیں۔ تاریکیوں کے یہ خون آشام سپائیڈر اخلاق عالیہ کی تمام حدیں پھلانگ جاتے ہیں اور عام انسانی اقدار کی حدود کو اس بری طرح پامال کرتے ہیں جیسے جنگل کا بھیڑیا ہرن کے بچے کو......!

جبکہ اقتدار کے بھکاری و پجاری اس حقیقت کو جانتے اور مانتے بھی ہیں کہ یہ اقتدار بڑے چاؤ رچاؤ سے گلے میں ڈال کر فخر و سرور اور تکبر و غرور کا سر اونچا کئے رکھتا ہے اور خود کو ''اربـاباً من دون الله'' کا ابوالحکم سمجھے رہتا ہے اور نہیں جانتا کہ ایسے ابوالحکم کی انتہا ابوجہل ہے۔

جو لوگ صحرائے زیست کو گلشن رعنا بنانے کے لیے اپنی عمر گنوا دیتے ہیں اور سب مال و منال اور توانائیاں لٹا دیتے ہیں مگر لیلائے اقتدار کے ساتھ شب باشی ان کے نصیب میں نہیں ہوتی اور شہر سیاست کی کڑی دھوپ میں انہیں زلفِ اقتدار کی گھنی چھاؤں تک میسر نہیں آتی تو حسرت و یاس کی یہ جامد تصویریں اور ان کی اذیت ناک پستی عبرت کا مرقع بن کے رہ جاتی ہے۔ پھر یہ وحشی سیاست انتقال کی تاریکیوں کے سانچے میں ڈھل کر سیاسی قحبہ گری کو پیشہ بنالیتا ہے اور اقتدار کی دیوی چھیننے والوں کو کوستا ہے۔ تمام پرویزی حیلوں اور اشتری چالوں سے خواص اور مقتدرین کو بلیک میل کرتا ہے اور یوں آئندہ الیکشن تک اپنے زخم چاٹتا رہتا ہے۔

ضرورتوں، حاجتوں اور خواہشوں میں گھرے پسے ہوئے لوگ ان گرگ باراں دیدہ کو نام ور سمجھتے ہیں' ان کی جا و بے جا تعریف کرتے ہیں' ان کی نظر نوازی کی تمنا سینے میں سلگائے عذاب النار میں مبتلا رہتے ہیں اور موقع ملنے پر پیاسے کتے کی طرح آرزوؤں کی زبان لٹکائے ان کی دہلیز چاٹنے سے بھی نہیں چوکتے اور دم ہلاتے ہوئے کبھی امریکہ پدھارتے ہیں' کبھی لندن یاترا کرتے ہیں اور کبھی فرانس جا کے گھٹنے ٹیکتے ہیں۔

پاکستان میں برس دنوں سے سیاسی ناٹک رچایا جا رہا ہے اور اس ناٹک کے بدکردار ایکٹرز وہی سرمایہ دار، جاگیردار اور بیوروکریٹس ہیں جو کبھی پنجاب سے سر اٹھاتے ہیں' کبھی سندھ سے گھومتے ہیں۔ کبھی بلوچستان' اور سرحد سے آنکھیں نکالتے ہیں۔ یہ آنکھ مچولی امت کی فلاح اور پاکستان کی بقا کے لیے نہیں ہوتی۔ اگرچہ نعرہ اسلام اور پاکستان کا ہوتا ہے مگر اس غوغا آرائی اور شور و شغب سے مقصود صرف اقتدار کی ''گاڈیس سے وصل'' ہوتا ہے اور اقتدار کی یہ ''ڈھڈو'' جب تک چاہتی ہے اپنی کافرانہ اداؤں اور لذتوں سے ان بوالہوسوں کو آشنا کرتی رہتی ہے۔ پھر جب بھی ان بتانِ بے رنگ کے مقابلے میں کوئی دوسرا بت گل رنگ دکھائی دیتا ہے۔ یہ چڑیل ٹھڈے مار مار کر گھسیٹ گھسیٹ کر ان کو خاسرین کے گڑھے میں پھینک دیتی ہے۔ پھر یہ خاسرین بدرنگ کاروں، ویران کوٹھیوں میں سازشوں اور بدمعاشیوں میں مصروف ہو کر اپنی حرماں نصیبیوں کا مداوا ڈھونڈنے لگ جاتے ہیں اور مسافران راہ حق کا کوئی دل جلا ان مغرور و متکبر کفر شیوہ' شرک پیشہ وڈیروں کے سامنے حق کی صدائے رستاخیز بلند کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے کہ......

چمن والوں سے مجھ صحرا نشیں کی بودوباش اچھی
بہار آ کر چلی جاتی ہے ویرانی نہیں جاتی

قارئین کرام! ان خوفناک، سنگین اور کربناک حالات میں میری اور آپ کی بھی کچھ ذمہ داری ہے۔ ہم اپنے اہل و عیال اور آل اولاد کے ذمہ دار ہیں۔ قیامت کے دن ان ذمہ داریوں کے بارے میں جوابدہ بھی ہیں۔ ہم اپنی پوری ذہنی و قلبی توانائیوں سے ان کی ایسی تربیت کر جائیں کہ وہ آنے والے دنوں کے تپتے ہوئے ریگزاروں کو مرغزار بنا سکیں، سیاست کی پیداوار ویرانیوں کو رونقوں اور کامرانیوں میں بدل سکیں، اقتدار کی پھیلائی ہوئی وحشتوں کو محبتوں کا روپ دے سکیں، محبتیں عام کر دیں...... وہ محبتیں جو ہمیں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا سچا غلام بنا دیں اور یہود و نصاریٰ کے پھیلائے ہوئے جال کو عمل کی قوت سے تار تار کر دیں!

(۳۰ر دسمبر ۱۹۹۴ء)